



## سوال

(59) شریعت الہیہ کا نفاذ اور غیر شرعی قوانین کا انکار واجب ہے

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شریعت الہیہ کا نفاذ اور غیر شرعی قوانین کا انکار واجب ہے

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

## شریعت الہیہ کا نفاذ اور غیر شرعی قوانین کا انکار واجب ہے

الحمد للہ رب العالمین، واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شیک لہ، اہل الاولین والآخرین، ورب الناس اجمعین، مالک الملک، الواحد الاحد الفرد الصمد، الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد، واشہد ان محمد عبیدہ ورسولہ، صلوات اللہ وسلامہ علیہ، بلغ الرسالۃ وادی الامانۃ، وجاہد فی اللہ حق جہادہ، وترك امتہ علی الحجۃ البیضاء لیلبسہا کنبہا، لا یرفع عنہا الا بالک۔ اما بعد:

ایک مختصر رسالہ اور ضروری نصیحت ہے جس کا موضوع ہے ”شریعت الہیہ کا نفاذ اور غیر شرعی قوانین کا انکار واجب ہے“ یہ رسالہ میں نے یہ دیکھ کر لکھا ہے کہ اس زمانے میں بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بجائے دیگر احکام و قوانین کو اپنائے ہوئے ہیں اور وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) کو پھوڑ کر نجو میوں، کابنوں، بادیہ نشین خاندانوں کے سربراہوں اور وضعی قوانین کے ماہروں سے وابستہ ہیں۔ کچھ لوگوں کا یہ طرز عمل جہالت کی وجہ سے ہے جب کہ کچھ لوگوں کا یہ طرز عمل اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) سے عناد اور دشمنی پر مبنی ہے۔ امید ہے کہ میری یہ نصیحت جاہلوں کے لئے باعث علم، غافلوں کے لئے موجب نصیحت اور بندگان الہی کے لئے صراط مستقیم پر استقامت کا سبب قرار پائے گی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ يُتَنَفَّحُ الْمُؤْمِنِينَ (الذاریات ۵۵/۵۱)

”اور نصیحت کرتے رہیں یقیناً یہ نصیحت مومنوں کو نفع دے گی۔“

اور فرمایا:

وَإِذَا خَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الدِّينِ أَوْ تَوَّأَ الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكُونُونَ

(آل عمران ۸۴/۲)

”اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ (اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے) اسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس (کی کسی بات) کو نہ چھپانا۔“

اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ اس سے نفع پہنچائے، مسلمانوں کو توفیق بخشنے کہ وہ اس کی شریعت کی پابندی کریں، اس کی کتاب کے احکام و قوانین کو نافذ کریں اور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی سنت مطہرہ کی پیروی کریں۔

برداران اسلام!

اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿۵۶﴾ (الذاریات ۵۶/۵۱)

”اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔“

اور فرمایا :

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (الاسراء ۲۳/۱۷)

”اور تمہارے پروردگار نے فیصلہ دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔“

نیز فرمایا :

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (النساء ۳۶/۴)

”اور اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔“

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں گدھے پر نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا ”معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟“ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جلتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بنائیں اور بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں، وہ انہیں عذاب نہ دے۔“ میں نے عرض کیا ”یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ بشارت نہ سنا دوں؟“ فرمایا ”نہیں، انہیں مشار ت نہ سناؤ ورنہ وہ اسی پر توکل کر کے بیٹھ جائیں گے؟“ (بخاری و مسلم)

علماء نے عبادت کی تعریف میں کئی اقوال ذکر کئے ہیں، ان میں سب سے جامع تعریف وہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ان الفاظ بیان فرمائی ہے کہ ”عبادت ان تمام ظاہری و باطنی اقوال و اعمال کا ایک جامع نام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا اور جن سے خوش ہوتا ہے۔“ اس کے معنی یہ ہیں کہ عبادت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان امر، نہی، اعتقاد، قول اور عمل ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے لئے کامل اطاعت و فرماں برداری کو اختیار کرے۔ اس کی زندگی اللہ تعالیٰ کی شریعت پر استوار ہو، اللہ تعالیٰ نے جسے حلال قرار دیا ہے، اسے حلال اور جسے حرام قرار دیا ہے، اسے حرام سمجھے۔ اپنے سیرت و کردار اور اعمال و افعال میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کی پابندی کرے اور اس سلسلہ میں نفسیاتی خواہشات سے دور رہے اور یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ فرد ہو یا معاشرہ، مرد ہو یا عورت۔ یاد رہے وہ شخص اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو زندگی کے بعض پہلوؤں میں تو اپنے رب کے حکم کی اطاعت کرے اور بعض دیگر پہلوؤں میں وہ اللہ تعالیٰ کی بجائے مخلوق میں سے کسی کے حکم کی پابندی کرے، جیسا کہ اس کی تائید حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ سے ہوتی ہے :



فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ تَحْكُمَوكُمْ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي الْأَصْحَافِ حَرْفًا مَّا قَضَيْتَ وَيَسْأَلُوا تَسْلِيمًا (النساء ۶۵/۴)

”تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تنازعات (تمام اختلافات) میں تمہیں منصف نہ بنائیں اور پھر جو فیصلہ تم کرو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں۔“

نیز درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے :

أَفَحُكْمَ النَّبَالِيَّةِ يَنْتَوُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ (المائدہ ۵۰/۵)

”کیا یہ لوگ پھر سے زمانہ جاہلیت کے حکم اور فیصلہ کے خواش مند ہیں اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں، ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بوجھ حکم اور فیصلہ کس کا ہے؟“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جو یہ فرمایا ہے تو اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش اس دین کے تابع نہیں ہو جاتی جسے میں لے کر آیا ہوں۔“ آدمی کا ایمان صرف اس صورت میں مکمل ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، چھوٹے بڑے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پر راضی ہو اور زندگی کے ہر معاملہ میں خواہ اس کا تعلق جان سے ہو یا مال سے یا عزت و آبرو سے، فیصلہ کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کی شریعت کی طرف رجوع کرے، ورنہ وہ اللہ کا نہیں غیر اللہ کا پجاری ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (النحل ۱۶/۳۶)

”اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! اللہ ہی کی عبادت کرو اور بتوں (کی پرستش) سے اجتناب کرو۔“

جو شخص اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے سراطاعت چھکا دے (یعنی سر تسلیم خم کر دے) اور اس کی وحی سے اپنے مقدمات کا فیصلہ کر لے تو وہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار ہے اور جو شخص غیر اللہ کے سامنے سراطاعت چھکا دے اور غیر شریعت سے فیصلہ کر لے تو اس بے بتوں کی عبادت کی اور ان کی اطاعت و بندگی اختیار کی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ وَمَا نُزِّلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَسْتَكْبِرُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا (النساء ۶۰/۴)

”کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ غیر اللہ کے پاس لے جا کر فیصلہ کرائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ شیطان کا انکار کر میں اور شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر (سیدھے) راستے سے دور ڈال دے۔“

عبودیت صرف اللہ وحدہ ہی کے لئے ہے لہذا طاغوت کی عبادت سے اور اس سے مقدمات کا فیصلہ کرانے سے اظہار برات کرنا کلمہ شہادت کا تقاضا ہے، جس میں آدمی یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں اور حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمام لوگوں کا رب اور معبود ہے، وہی ان کا خالق ہے، وہی انہیں حکم دیتا اور منع کرتا ہے، وہی موت و حیات کا مالک ہے، وہی ان سے حساب لے گا اور جزا و سزا دے گا لہذا صرف وہی مستحق عبادت ہے، اس کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے :

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَلَمُ (الاعراف ۵۴/۷)

”یا درکھو! اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور فرماں روائی کرنا (یعنی حاکم ہونا)“

جس طرح خالق صرف اللہ وحدہ ہے، اس طرح آمر بھی صرف وہی ہے اور اس کے امر کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے حالات ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ





نیز فرمایا:

وَلِيَحْكُمَ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أُنْزِلَ اللَّهُ فِيهِ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أُنْزِلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (المائدہ ۴۷/۵)

”اور اہل انجیل کو چاہئے کہ جو احکام اللہ نے اس انجیل میں نازل فرمائے ہیں ان کے مطابق فیصلہ کریں اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو ایسے لوگ نافرمان ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے بغیر حکم دینا جاہلوں کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کرنا اس کی سزا اور اس کے ایسے عذاب کا مستوجب ہے جسے وہ ظالم لوگوں سے دور نہیں کیا کرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتَنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوا أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ۝ ۴۹ اَفْهَمُ النَّجَالِيَّةِ يَنْقُوتُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لَتَفْزَمَ لُفْقُون (المائدہ ۴۹/۵۰)

”(اے نبی!) جو (حکم) اللہ نے نازل فرمایا ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کرنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تمہیں بہکا نہ دیں۔ اگر یہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کے سبب ان پر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں۔ کیا یہ لوگ پھر سے زمانہ جاہلیت کے حکم پر خواہش مند ہیں اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ سے لہجھا حکم کس کا ہے؟“

جو شخص اس آیت پر متدبر کرے تو اس کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اس فرمان کو کہ ”جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے، اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔“ آٹھ تاکیدوں کے ساتھ موکد فرمایا، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) اے پیغمبر! ان کے درمیان صرف اسی کے مطابق فیصلہ کرنا جو اللہ نے نازل فرمایا ہے۔

(۲) لوگوں کی خواہشیں اور چاہتیں کسی حال میں بھی آپ کے اور اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے میں رکاوٹ نہ بنیں، چنانچہ فرمایا ”اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کریں۔“

(۳) معاملہ قلیل ہو یا کثیر، چھوٹا ہو یا بڑا، اس میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے سے منع کیا ہے چنانچہ فرمایا اور ان سے بچتے رہنا کہ کسی حکم سے جو اللہ نے تم پر نازل فرمایا ہے یہ کہیں تمہیں بہکا نہ دیں۔“

(۴) اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کرنا اور حکم الہی میں سے کسی چیز کو قبول نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے جو دردناک عذاب کا مستوجب ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اگر یہ نہ مانیں تو جان لو کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کے بعض گناہوں کے سبب ان پر مصیبت نازل کرے۔“

(۵) حکم الہی سے اعراض کرنے والوں کی کثرت دیکھ کر مبتلائے فریب نہ ہونے کی تلقین کی گئی ہے کیونکہ بندگان الہی میں شکر گزار تو کم ہی ہوتے ہیں، چنانچہ فرمایا

”اور اکثر لوگ تو نافرمان ہیں۔“

(۶) اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے بغیر فیصلہ کرنے کو جاہلیت کے حکم سے تعبیر کیا گیا ہے، چنانچہ فرمایا

”کیا یہ لوگ پھر سے زمانہ جاہلیت کے حکم پر خواہش مند ہیں؟“

(۷) یہاں جو عظیم مقصود و مطلوب ہے اسے ان الفاظ میں بیان کیا گیا کہ اللہ کا حکم تمام احکام سے لہجھا اور مبنی بر عدل و انصاف ہے، چنانچہ ارشاد ہے ”اور اللہ تعالیٰ سے لہجھا حکم کس



کا ہے؟

(۸) یقین کا تقاضا یہ ہے کہ یہ علم ہو کہ حکم الہی تمام دیگر احکام کے مقابلہ میں بہترین، اکمل، مکمل ترین اور مبنی بر عدل و انصاف ہے لہذا اس کے سامنے تسلیم و رضا کے جذبہ سے سرطاعت، جھکا دینا واجب ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لئے اللہ سے بھلا حکم کس کا ہے؟“

یہ معانی و مطالب قرآن مجید کی اور بھی بہت سی آیات اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال سے ثابت ہیں مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور ۶۳/۲۳)

”جو لوگ ان (پیغمبر ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو ڈرنا چاہیے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا تکلیف دینے والا عذاب نازل ہو۔“

اور فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُخَرِّجُوا فِي سَاحِلِ الْأَرْضِ مِمَّنْهُمُ (النساء ۶۵/۴)

”تیرے رب کی قسم وہ ایماندار نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ آپس کے جھگڑوں میں تجھے حاکم مان لیں۔“

مزید فرمایا:

اَتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ (الاعراف ۴/۷)

”لوگو! جو (کتاب) تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے، اس کی پیروی کرو۔“

نیز فرمایا:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ (الاحزاب ۳۶/۳۳)

”اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔“

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی خواہش کو اس دین کے تابع نہیں کر دیتا، جسے میں لایا ہوں۔“

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے، اسے ہم نے صحیح سند کے ساتھ ”مکتب الحجۃ“ میں روایت کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ”کیا یہ بات نہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کو حلال قرار دیا تھا وہ (علماء و مشائخ) انہیں حرام قرار دے دیتے تھے تو تم لوگ بھی انہیں حرام سمجھنے لگ جاتے تھے اور وہ جب اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیتے تھے تو تم لوگ بھی انہیں حلال سمجھنے لگ جاتے تھے؟“ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ”جی ہاں، یہ بات تو تھی۔“ تو آپ نے فرمایا ”بس یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔“ اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بعض مسائل میں جھگڑا کرنے والوں سے یہ کہا تھا ”قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسے لگے کہ جب میں یہ کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے تو تم یہ کہنے لگتے ہو کہ ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہم) نے یہ کہا ہے۔“

تو اس گفتگو کے معنی یہ ہیں کہ بندے پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کے سامنے مکمل طور پر سرطاعت، جھکا دے اور اللہ و رسول کے ارشادات کو



ہر شخص کے قول پر ترجیح دے۔

یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت و حکمت کا تقاضا ہے کہ اس کے بندوں کے فیصلے اس کی شریعت و وحی کے ساتھ ہوں کیونکہ ایک انسان کو جو ضعف، خواہش، عجز و در ماندگی اور جمالت جیسے عوارض لاحق ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ان سے پاک ہے اور وہ حکیم و علیم و لطیف و خبیر ہے۔ پس بندوں کے حالات اور ان کی مصلحتوں کو جانتا اور اس بات سے خوب آگاہ ہے کہ بندوں کے حال و مستقبل کے اعتبار سے کون سی بات ان کے لئے موزوں ہے۔ یہ بھی اس کی تمام رحمت کا اظہار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے تنازعات اور امور زندگی سے متعلق ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنا اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے تاکہ انہیں عدل، خیر اور سعادت حاصل ہو بلکہ رضا، راحت اور اطمینان و سکون قلب کی دولت سے شاد کام ہوں، اس لئے کہ بندے کو جب یہ معلوم ہوگا کہ متنازعہ معاملہ میں صادر ہونے والا حکم اللہ خالق و علیم و خبیر کا حکم ہے تو بندہ تسلیم و رضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے قبول کرے گا خواہ وہ حکم اس کی اپنی خواہش و ارادہ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو لیکن اس کے برعکس جب اسے معلوم ہو کہ یہ فیصلہ اسی جیسے کسی انسان کا ہے جو اپنی خواہش و شہوت کا پیروی ہے تو وہ اس فیصلہ پر راضی نہ ہوگا بلکہ وہ اپنے مطالبہ پر ڈٹے ہوئے، جھگڑے کو جاری رکھے گا اور اس صورت میں تنازعہ بھی کبھی ختم نہ ہوگا بلکہ اختلاف ہمیشہ برقرار رہے گا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جب اپنے بندوں پر یہ واجب قرار دیا ہے کہ وہ اس کی وحی کی روشنی میں اپنے متنازعہ امور کے فیصلے کریں تو یہ بھی اس کی رحمت و احسان کا اظہار ہے، چنانچہ اس مسئلہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت وضاحت و صراحت کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے :

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝٥٨ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا (النساء ۵۸-۵۹)

”اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو تحقیق اللہ تعالیٰ تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے۔ بے شک اللہ سنتا (اور) دیکھتا ہے۔ مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی فرما برداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم اختلاف وقع ہو تو اگر اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔ یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا مال (انجام) بھی اچھا ہے۔“

اس آیت کریمہ کے عمومی مخاطب اگرچہ حاکم و محکوم اور راعی و رعایا ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ اس کے مخاطب قضاة و حکام بھی ہیں کہ انہیں حکم ہے کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں جیسا کہ مومنوں کو حکم ہے کہ وہ اس فیصلہ کو دل و جان سے قبول کریں جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق ہو اور جسے اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہو نیز انہیں حکم ہے کہ تنازع اور اختلاف کی صورت میں وہ معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سپرد کریں۔

مسلمان بھائیو! اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا اور شریعت الہی سے اپنے مقدمات کا فیصلہ کرنا یہ وہ امر ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے واجب قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبودیت اور حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کی شہادت کا یہی تقاضا ہے اور اس سے یا اس کے کسی جزء سے اعراض موجب عذاب الہی ہے خواہ کوئی بھی حکومت اپنی رعایا کے ساتھ معاملہ میں اس بارے میں کوتاہی کرے یا کسی بھی زمان و مکان کی کوئی مسلمان جماعت عقائد و افکار کے باب میں کوتاہی کرے اور یہ کوتاہی خواہ خاص مسائل میں ہو یا عام میں یا ایک جماعت کے دوسری جماعت کے ساتھ یا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان کے ساتھ تعلقات میں، ان تمام صورتوں میں حکم ایک ہی ہے۔ جب ساری مخلوق اسی کی ہے تو حکم بھی اسی کا چلے گا کہ وہ احکم الحاکمین ہے۔ وہ شخص ایمان سے محروم ہے جس کا عقیدہ یہ ہو کہ انسانوں کے احکام و آراء اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے بہتر یا اس کے شیل و مشابہ ہیں یا وہ اس بات کو جائز قرار دے کہ شریعت کی بجائے وضعی احکام یا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے، ایسا شخص ایمان سے محروم ہے خواہ وہ یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بہتر، اکمل اور بہتر پر عدل و انصاف ہیں۔ عامۃ المسلمین، امرء و حکام اور اہل حل و عقد پر یہ واجب ہے کہ وہ اللہ عز و جل سے ڈریں، اپنے ملکوں اور اپنے تمام امور و معاملات میں شریعت الہی کے مطابق فیصلہ کریں تاکہ اپنے آپ کو اور اپنے ملکوں کو دینا و آخرت میں عذاب الہی سے بچاسکیں اور ان علاقوں سے عبرت حاصل کریں جہاں احکام الہی سے اعراض کیا گیا تو وہ عذاب الہی کی گرفت میں آگئے، اہل مغرب کی تقلید اور ان کے طریقہ کی پیروی کی وجہ سے اختلاف و انتشار اور بہت سے فتنوں میں مبتلا ہو گئے، خیر و بھلائی سے محروم ہو گئے اور ایک دوسرے کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگنے لگے حتیٰ کہ ان کی صورت حال خراب سے خراب تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور یہ صورت حال اس وقت تک درست نہ ہوگی اور دشمنوں کا سیاسی و فکری تسلط اس وقت تک ختم نہ ہوگا جب تک وہ اپنے اللہ کی طرف رجوع نہیں کرتے



اور اس کے بتائے ہوئے اس صراطِ مستقیم پر نہیں چلتے جسے اس نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے، جس پر چلنے کا اس نے حکم دیا اور جس کے نتیجے میں ابدی و سرمدی نعمتوں والی جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا سچ فرمایا ہے کہ :

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ لَيَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ۚ ۱۲۴ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۚ ۱۲۵ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُغْنَى

(طہ ۱۲۴-۱۲۵)

”اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا؛ تو اللہ فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہئے تھا) تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں تو، تو نے ان کو بھلا دیا، اسی طرح آج ہم تم کو بھلا دیں گے۔“

اس سے بڑھ کر اور تنگی یا بوسکتی ہے، جو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سزا دیتا ہے، جو اس کی نافرمانی کرتے، اس کے اوامر پر بلیک نہیں کہتے بلکہ اللہ رب العالمین کے احکام کے بجائے ایک کمزور مخلوق کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس شخص سے بڑھ کر بوقوف اور کون ہو سکتا ہے جس کے پاس حق بات کرنے، امور و معاملات میں فیصلہ کرنے، راستہ واضح کرنے اور گمراہ کو راہِ راست پر لانے کے لئے کتاب اللہ موجود ہو لیکن وہ اسے ترک کر کے کسی آدمی کے اقوال کو یا کسی حکومت کے نظام کو لے لے۔ کیا ایسا کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں کہ ان کے اس عمل کی وجہ سے دنیا و آخرت کا خسارہ ان کے مقدر میں ہے، وہ نہ تو دنیا میں فلاح و سعادت ست ہمکنار ہو سکیں گے اور نہ روز قیامت عذاب الہی سے بچ سکیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جسے حرام قرار دیا تھا، اسے انہوں نے حلال ٹھہرایا اور اس نے جسے واجب قرار دیا تھا، اسے انہوں نے ترک کر دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ قوم میری اس بات سے نصیحت حاصل کرے ملنے حالات پر غور و فکر کرے اور جو کچھ اس نے کیا ہے اس کا جائزہ لے کر رشد و ہدایت کی طرف پلٹ آئے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو تھام لے تاکہ وہ صبح معنوں میں حضرت محمد ﷺ کی امت بن سکے اور اس کا نام آج بھی اوام عالم میں اسی طرح بلند ہو جس طرح سلف صالح اور اس امت کے قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا نام بلند ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ زمین کے بادشاہ اور دنیا کی رہنما بن گئے تھے اور بندگان الہی ان کے تابع فرمان تھے اور یہ سب کچھ نتیجہ تھا اس فتح و نصرت الہی کا جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے ان ایمان دار بندوں کو سرفراز کرنا ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ اے کاش! کہ میری قوم کے لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے کس قدر قیمتی خزانے کو ضائع کر دیا، کس قدر سنگین جرم کا ارتکاب کیا اور اپنی امت کو کس بلاء اور مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَإِنَّ لَكُمْ لَعِزَّةَ الْفُتُوٰحِ ۚ وَسَوْفَ تَتَّخِذُونَ (الزخرف ۴۳/۴۴)

”اور یہ تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور (لوگو) تم سے عنقریب بے جا بھجائے گا۔“

اور رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب آخر زمانے میں لوگ قرآن مجید سے بے نیاز ہو جائیں گے، اس کی تلاوت سے اعراض کریں گے اور اس کے احکام کو نافذ نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو سینوں اور صحیفوں سے محو کر دے گا۔ لہذا مسلمانو! خبردار رہو اور احتیاط کرو کہیں ان بد اعمالیوں کی وجہ سے تم یا تمہاری آنے والی نسلیں اس عظیم مصیبت سے دوچار نہ ہو جائیں۔ میری اس نصیحت کی مخاطب وہ مسلمان اقوام بھی ہیں، جو دین کو جانتی اور اللہ رب العالمین کی شریعت کو پہچانتی ہیں لیکن اختلاف و تنازعات کے وقت وہ شریعت الہی کے بجائے ایسے انسانوں کی طرف رجوع کرتی ہیں جو عرف و عادات کی بنا پر فیصلے کرتے ہیں یا جاہلیت اولیٰ کے لوگوں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے محض متفق عباراتوں کی بنیاد پر فیصلے کرتے ہیں۔ امید ہے جس انسان تک میری یہ نصیحت پہنچے گی، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ قدس میں توبہ کرے گا، ان حرام افعال کے ارتکاب سے رک جائے گا، جو کوتاہی ہوئی ہے اس پر توبہ و استغفار اور ندامت کا اظہار کرے گا اپنے بھائیوں اور گرد و پیش کے لوگوں کو جاہلیت کی عادتیں چھوڑ دینے کی تلقین کرے گا، شریعت کے مخالف ہر قسم کے عرف و عادات کو خیر باد کہہ دے گا کہ توبہ کرنے سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، گناہ سے توبہ کرنے والا اس طرح ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ حکمرانوں کو بھی چاہئے کہ وہ حق کی وعظ و نصیحت کرتے رہیں، حق کو بیان کرتے رہیں، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی زام اقتدار نیک لوگوں کے ہاتھ میں دیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہیں خیر و بھلائی حاصل ہو اور بندگان الہی اللہ تعالیٰ کی دشمنی اور اس کی نافرمانی کے ارتکاب سے باز رہیں۔ آج مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمت کے شدید محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی سے ان کے حالات میں تبدیلی آنے لگی اور ذلت و رسوائی کی یہ زندگی عزت و شرف کی زندگی سے بدل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی و صفات علیا کے واسطے سے اس



سے سوال ہے کہ وہ مسلمانوں کے دلوں کو کھول دے تاکہ اس کے کلام کو سمجھیں، اس کی طرف متوجہ ہوں، اس کی شریعت پر عمل پیرا ہوں، مخالفت شریعت اقوال و اعمال سے اجتناب کریں اور حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ پر عمل کرتے ہوئے اس کے حکم کی پابندی کریں:

إِنِ احْكُمُوا إِلَيْنَا أَمْرًا لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِن أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (يوسف ۱۲/۴۰)

”اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ واتباعہ باحسان الی یوم الدین

فتاویٰ مکیہ